P. O. RGD No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڑھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے — سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۰ | یکم جون سنہ ۱۹۵۱ء | ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار | ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۰ ہجری | نمبر ۲۵

کچھ اپنی باتیں

بہار ریاستی اردو کانفرنس منعقدہ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ مئی سنہ ۱۹۵۱ء میں پروفیسر رشید احمد صدیقی صاحب نے جو صدارتی خطبہ پڑھا تھا اس کا اقتباس اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ ان کی عملی تجویزوں پر اردو کے حامی غور کریں ۔

رشید احمد صدیقی صاحب موجودہ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان حالات کے ماتحت ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اردو کے تحفظ و ترقی میں ہم کو کیا کرنا ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں ۔

سب سے پہلی بات جو میں جلد سے جلد کہہ دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم کو بدحواس نہ ہونا چاہئے ۔ بدحواس ہونے سے آدمی بدلگام بداطوار یا بددل ہو جاتا ہے ۔ آزمائش کا وقت آئے تو ان باتوں سے بچنا چاہئے ۔ جتنی بڑی آزمائش ہوگی اتنی ہی زیادہ سختی جھیلنی پڑے گی ۔ اس قول سے آپ کو اتفاق ہو یا نہ ہو اس پر عمل ضرور کیجئے

اس کے بعد یہ عرض کرنا ہے کہ ہندی جمہوریہ ہند کی سرکاری زبان ہے پارلیمنٹ نے اسے تسلیم کر لیا ہے ۔ ہندوستان کی بھاری اکثریت اس کی موافقت میں ہے ۔ حکومت میں حصہ لینا ہے یا حکومت سے فائدہ اٹھانا ہے یا حکومت کو فائدہ پہنچانا ہے اور کون ہے جسے ان باتوں سے انکار ہو سکتا ہے ۔ جن کو ہندی نہیں آتی ان کو ہندی سیکھنی پڑے گی بلکہ اچھوں سے بہتر ہندی جاننے کا حوصلہ رکھنا چاہئے ۔ اردو جنکی مادری زبان ہے ان کو اور ان کے بچوں کو یقیناً بڑی دشواری کا سامنا ہے ۔ اس دشواری سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا ۔ اردو کے حق میں کتنی ہی سہولت ہم کیوں نہ پہنچانی چاہتے ہوں ہم کو ہندی سیکھنے سے گریز کرنے پر آمادہ نہ ہونا چاہئے قانوناً ملک کی سرکاری زبان ہندی ضرور ہے لیکن عملاً وہ ا

سارے ملک میں جو زبان بولی یا سمجھی جاتی ہے وہ یقیناً اردو ہندوستانی یا ٹوٹی پھوٹی اردو ہی ہے۔

نام بدل دینے سے قانون کی خانہ پری کی جاسکتی ہے انصاف کا تقاضا نہیں پورا کیا جاسکتا انصاف کا مدار سچائی اور انسانیت پر ہونا چاہئے قانون پر نہیں کبھی کبھی سچائی کی ذمہ داری یا کلفتوں سے بچنے کے لئے قانون وضع کیا جاتا ہے مصلحت کا قانون اور دھرم کا قانون ایک ہی بات نہیں ہے! قانون طاقتوروں کا اسلحہ نہیں ہوتا کمزوروں کا آسرا ہوتا ہے۔

اردو کو عزیز رکھنے والے اب بھی موجود ہیں اور کافی تعداد میں موجود ہیں مجھے اس کا فخر اور شکر گذاری کے ساتھ اعتراف ہے کہ اردو کی حمایت میں ہمارے مستند غیر مسلم اہل قلم بڑے خلوص اور بے خوفی سے ہمارے ساتھ ہیں اس لئے ہم کو خوش ہونا چاہئے اور ڈھارس بندھنی چاہئے کہ ہمارا اچھے لوگوں کا ساتھ ہے۔ ہمارا مقصد مبارک ہے اور ہمارا پروگرام تعمیری ہے۔

اب میں آپ کی توجہ ایک ایسے مسئلہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں جس سے ممکن ہے ہم میں کچھ احباب ایسے موجود ہوں جو خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں۔ غلط فہمی ہمارا پیدائشی حق ضرور ہے اور میں کسی کا یہ حق مارنا بھی نہیں چاہتا لیکن یہ کہنے سے باز بھی نہیں رہ سکتا کہ یہ ایک بیماری ہے جس کے علاج کا دنیا کا بڑے سے بڑا عطائی بھی دعوی نہیں کر سکتا

وہ بات یہ ہے کہ اردو کو ایک نئے دور سے گذرنا پڑ رہا ہے۔ ہم کو بہت سی موافق یا ناموافق قوتوں سے عہدہ برآ ہونا پڑے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سنجیدگی اور ہمت کے ساتھ آگے بڑھیں اور ان قوتوں کو اس طرح موڑ دیں اور ڈھالیں کہ ان سے ہم کو نفع پہنچے

اردو پر یہ دور کچھ نیا نہیں ہے اردو کی زندگی میں بہت سے موڑ آئے ہیں۔ اور چونکہ یہ زبان ایک زندہ اور ترقی پسند قوت رہی ہے اس لئے ہر موڑ پر اس کو ترقی کی شاہراہ ملی اردو گلیوں بازاروں اور عوامی زندگی کی نیچ اونچ سے ابھری اور بڑھی اس لئے اس کو ہر عوامی تحریک یا تقاضے سے فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارے لئے یہ صورت حال امید افزا ہے۔ مایوس کن ہرگز نہیں۔ میں یہاں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا بلکہ اس پالیسی اور پروگرام کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو انجمن ترقی اردو ہند نے متعین کیا ہے یعنی ہم کو ہر وہ کوشش کرنی چاہئے جس سے اردو کے قیمتی سرمایہ سے وہ لوگ بھی آشنا اور بہرہ مند ہوں جو اردو رسم خط سے واقف نہیں ہیں لیکن اردو بولتے جانتے اور سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس میں کوئی قباحت نہیں اگر اردو کے مسلمہ و معینہ رسم خط کے علاوہ ([illegible]) [رسم خط کے مسئلہ پر کسی شریف آدمی کو رسوا کرنے سے پہلے خط کشیدہ عبارت کا کم سے کم ایکبار ضرور ورد فرما لیجئے۔]

ہم اس رسم خط سے بھی فائدہ اٹھائیں۔ جو ہمارے ملک میں رائج ہیں مثلاً ناگری رومن گورمکھی وغیرہ! اگر ہم دوسری زبانوں کے تراجم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور دوسری زبانیں اردو تراجم سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ اور اس کاروبار میں دونوں کا نفع ہے۔ نقصان کسی کا نہیں تو اگر ہم رسم خط کے بارہ میں بھی یہی طریقہ کو ملحوظ رکھیں تو کیا قباحت ہے۔

اردو رسم خط کو اور زیادہ مقبول اور کارآمد بنانے کے لئے میں اس میں بھی کوئی حرج نہیں دیکھتا اگر اپنے مبتدیوں کے لئے ہم اپنے رسم خط، قواعد املا اور ہجے کو آسان سے آسان تر بنانے کی کوشش کریں۔ کم پڑھے

لکھے لوگ کہ اب بھی قواعد اور املا کی غلطیاں کرتے ہیں لیکن کام چلا لیتے ہیں اس لئے اس میں کوئی نقصان نہیں اگر ہم ضروری اصلاحات و رعایات قبول کرلیں یہاں اس نکتہ کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ کہ اردو یہاں کے عوام کی زبان ہے اس لئے عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اردو کو اپنے قابو سے باہر نہ ہونے دیں۔ خواص کا بھی اردو پر حق ہے لیکن نہ اس قدر کہ ان کی تکلفات سے عوام بے بہرہ رہ جائیں۔ خواص گناہ کے مرتکب ہوں گے اگر وہ اس ارادہ سے نہ لکھیں کہ عوام کو ان کی تحریروں سے براہ راست جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہے۔ خواص کو یہ سمجھ لینا چاہئے وہ سماج کی ملکیت ہیں اور یہ سماج کا حق ہے کہ وہ اس پر کڑی نگرانی رکھے کہ خواص سماج کی خدمت چھوڑ کر سماوات سے تو کہیں رشتہ نہیں جوڑنے لگے ہیں۔ اردو کے پنڈتوں کو اردو کے پجاریوں سے ذرا ڈرتے ہی رہنا چاہئے!

تیسرے یہ کہ اردو کے ادبی ذخیرے میں سے انتخاب کرکے عام دلچسپی رکھنے والے شہ پاروں کو دیوناگری رومن اور گورمکھی رسم خط کا لباس پہنا کر ملک کے سامنے پیش کرنا چاہئے تا کہ اردو ادب کی صحیح قدر و قیمت واضح ہو۔ اور اس کے خلاف غیر ملکی ہونے کا جو الزام ہے وہ غلط ثابت ہو جائے۔

چوتھے یہ کہ اردو ادب نے قومی آزادی کی جدوجہد میں جو حصہ لیا ہے اس کو آشکار کرنا چاہئے

پانچویں یہ کہ اردو ادب نے ہندوستانی ماحول اور ہندوستانی تہذیبی روایات کو جس حد تک اپنایا ہے اس کو واضح کرنا چاہئے۔ اور موجودہ دور میں اس بات کی خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے کہ اس عنصر کا اضافہ ہو۔ ایسا ادب پیدا کیا جائے جو ہندوستان کے عام باشندوں کے لئے دلکش بھی ہو اور مفید بھی۔

چھٹے یہ کہ اردو کی قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ کتب خانے قائم کئے جائیں اور منتشر نوادر کو یکجا کیا جائے۔ مخطوطات کی فہرستیں مرتب ہونی چاہئیں اردو کے فارغ التحصیل طلباء اس کام کو خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لیں۔

ساتویں یہ کہ انجمن ترقی اردو کی تنظیم کو پھیلایا اور مضبوط کیا جائے جگہ جگہ شاخیں قائم کی جائیں۔ اور متحدہ طور پر اردو کی ترویج و ترقی کی کوشش کی جائے۔

آٹھویں یہ کہ اردو سکھانے کے لئے شبینہ مدارس اور دارالمطالعے قائم کئے جائیں۔

آخر میں میں کچھ مطالبات حکومت سے کروں گا۔ نہایت وقار اور اعتماد سے وقار سے یوں کہ یہ بہار اور اتر پردیش کا ہمیشہ سے شیوہ و شعار رہا ہے اعتماد اس لئے کہ حکومت کہیں باہر کی نہیں ہے اپنی ہی ہے۔ اس وقت سوال یہی اور اتنا ہی نہیں ہے کہ فلاں بات کی گئی یا نہ کی گئی تو حکومت کس کو منہ دکھا سکے گی۔ یا نہ دکھا سکے گی بلکہ یہ سوال بھی اتنا ہی نازک پیچیدہ اور حل طلب ہے کہ فلاں بات کی گئی یا نہ کی گئی تو ہم اردو والے کس کو منہ دکھا سکیں گے یا نہ دکھا سکیں گے۔ جمہوریہ میں حکومت کا وقار اور جمہور کا وقار ایک ہی چیز ہے دو نہیں!

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ بہار اور اتر پردیش میں کروڑوں کی تعداد میں ایسے انسان ہیں جو اردو کو اپنی مادری زبان مانتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں کی تعلیم اردو کے ذریعے سے ہو۔ ہندوستان کے دستور اساسی کے رو سے یہ ان کا بنیادی حق ہے۔ سرکاری بیانات میں بھی یہ حق تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن سرکاری مدرسوں میں اس اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ہم

حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ محکمہ تعلیم کے افسروں اور اسکولوں کے منتظمین کو مجبور کرے کہ وہ اس حق کو عملی طور پر تسلیم کریں اور جو مدارس اردو کو ذریعہ تعلیم بنانا چاہیں ان کے راستہ میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ ڈالیں۔

دوسرے یہہ کہ جن درجوں میں مادری زبان کی تعلیم لازمی ہے ان میں اردو اور ہندی کو مساوی حیثیت حاصل ہو۔ جس کا جی چاہے ہندی پڑھے اور جس کا جی چاہے اردو۔ سرکاری زبان کی حیثیت سے ہندی کو ثانوی تعلیم کا لازم جزو بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اسی حد تک ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ میں ہم طالب علم کے لئے ہندی کا امتحان پاس کرنا ضروری ہو جو لوگ ہندی کو مادری زبان کی حیثیت سے نہ اختیار کریں ان کے لئے ہندی کا ابتدائی نصاب رکھا جائے۔

تیسرے یہہ کہ سرکاری اعلانات اور بیانات اردو میں بھی شائع کئے جائیں تاکہ جو لوگ ہندی سے پوری واقفیت نہیں رکھتے وہ محروم نہ رہ جائیں۔

چوتھے یہہ کہ دادرسی کے لئے عدالتوں اور آفسوں میں عرضیاں اردو میں بھی قبول کی جائیں یہہ عبرت اور غیرت کی بات ہے کہ ہم کو اپنے ہی دیس اور اپنی ہی حکومت میں یہہ دن دیکھنا پڑے کہ ہمارے معصوم مادری زبان میں تعلیم نہ حاصل کر سکیں اور ہمارے مظلوم مادری زبان میں فریاد نہ کر سکیں!

پانچویں یہہ کہ پٹنہ اور الہ آباد کے ریڈیو اسٹیشنوں سے مناسب تعداد میں اردو میں تقریریں، ریویو اور لیکچر نشر کئے جایا کریں

چھٹے یہہ کہ مقتدر حیثیت کا ایک گشتی انسپکٹر مقرر کیا جائے جس کے سپرد اس امر کی نگرانی ہو کہ ابتدائی درجوں سے لے کر ہائی اسکول تک اردو کی تعلیم کے لئے مناسب سہولتیں فراہم ہیں یا نہیں یا کس قسم کی دقتیں کہاں پیش آ رہی ہیں جن کا دور کرنا ضروری ہے۔

ساتویں یہہ کہ یہہ کانفرنس دستور ہند کی اس دفعہ کی رو سے جو درج ذیل ہے اس بات کی خواستگار ہے کہ اردو کو بہار کی علاقہ واری زبان قرار دیا جائے۔

PART XVIII CHAPTER II

REGIONAL LANGUAGES.

Article 347.

"On demand made on that behalf, the President may, if he is satisfied that a substantial proportion of the population of a state desire the use of any language spoken by them to be recognised by that state, direct that such language shall also be officially recognised through out that state or any part there of for such purpose as he may specify."

(Indian Constitution)

زبانوں کی ترقی اور تنزل کی داستان

(از آنریبل ڈاکٹر سید محمود وزیر ترقیات حکومت بہار)

(سلسلہ کے لئے ہماری زبان ۱۰ مئی ملاحظہ فرمائے)

اس سے دہرا نقصان ہوگا۔ لسانی بھی اور سیاسی بھی۔ اردو کو بین الاقوامی اہمیت دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر عربی، فارسی کے سہل و شگفتہ الفاظ کے ساتھ ہندی انگریزی کے مانوس الفاظ بھی کافی اعتدال کے ساتھ رکھے جائیں۔ ہندی کے نادان دوستوں کا یہہ رویہ پاکستان کے لئے ہرگز قابل تقلید نہیں۔ اس سے وہ اردو کی خدمت نہیں کرینگے بلکہ اس کے بین الاقوامی مرتبہ حاصل کرنے میں رکاوٹیں ڈالیں گے۔ اردو براعظم ہند کی واحد قومی زبان ہے۔ ہندو مسلم شعرا اور ادیبوں کی کوششوں سے اس میں اتنا پھیلاؤ، اتنی لچک اتنا رچاؤ اور اتنی وسعت پیدا ہو چکی ہے کہ اب بھی یہہ ایشیا میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ورنہ صرف مشرق قریب اور مشرق وسطی کی ریاستوں

میں اس کے بولنے اور سمجھنے والوں کی کافی تعداد پائی جاتی ہے بلکہ افریقہ اور یورپ میں بھی اس کی دھن بھری لے سنائی دے رہی ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان کے ارباب حل و عقد باوجود سیاسی اختلافات کے ہندوستان کے ساتھ لسانی و سماجی رشتہ استوار کرنے میں کوتاہی نہیں کر رہے ہیں۔ اس سے نہ صرف دونوں ملکوں کی سماجی و ثقافتی زندگی اور سیاسی روابط پر اثر پڑیگا بلکہ ان کا بین الاقوامی مرتبہ بھی بہت اہمیت حاصل کریگا۔ اگر دونوں ملکوں نے رواداری ربط اور اخلاق کا ثبوت نہ دیا تو یقیناً اجنبی طاقتوں کی ہوسناکیاں بروئے کار آئینگی اور آج جو فتنے افریقہ کے صحرا ایران، شام اور عراق کے دشت اور کوریا اور چین کے لالہ زاروں میں ہم دیکھ رہے ہیں وہ نصیب دشمناں کہیں ہندوستان کے براعظم میں بھی ہمیں دیکھنا نہ پڑیں۔

پاکستان کے شعرا اور ادیبوں کی اس کوشش کے باعث کہ وہ زبان کو آسان بنائیں اور ثقیل نہ ہونے دیں ہمیں نہ صرف اردو یا ہندوستانی زبان کا مستقبل درخشاں نظر آرہا ہے بلکہ ہمارے اندر توقعات پیدا ہو رہے ہیں کہ ہندو مسلمان کا یہہ متحدہ سرمایہ ایک عظیم الشان بین الاقوامی اہمیت پیدا کرے گا۔ زبانوں کی ترقی اور بقا میں جغرافی حد بندیاں بڑی اہمیت رکھتی ہیں خواہ یہہ حد بندیاں طبعی ہوں یا سیاسی زبان کا پھیلاؤ جب مقامی حدود تک جا کر رک جاتا ہے تو نہ اس میں وہ دلربائی پیدا ہو سکتی ہے جو ایک بین الاقوامی زبان میں پائی جاتی ہے نہ اسکا سرمایہ مختلف اقوام کے طریقہ افکار سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ قدیم زمانہ سے حجاز و یمن کی زبان و تمدن میں ایک نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح اہل چین میں کردار کا ایک خاص انداز ہے۔ اسکی وجہ حجاز و یمن کے درمیان چٹیل میدان اور ریگستان کا حائل ہونا ہے اور چین کا مختلف سمتوں سے سمندر اور اونچے اونچے پہاڑوں سے گھرا رہنا سیاسی رکاوٹیں ان طبعی رکاوٹوں سے بھی زیادہ اہم ہوتی ہیں۔ اگر پاکستان ہندوستان کی طرف ملتفت نہ ہو۔ مواصلات و سفر لین دین سیاسی و معاشی روابط نہ پیدا ہوں تو کون کہہ سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں ہندوستان اور پاکستان میں وہی مغائرت پیدا نہ ہو جائیگی جو آج ہندوستان اور افغانستان میں ہے۔ ہو سکتا ہے پاکستان میں عرب اور ایرانی ریاستوں کا گہرا اثر پیدا ہونے لگے اور وہاں کی اردو ہمارے لئے اس قدر نامانوس ہو جائے جسطرح آج جزیرہ مالٹہ کی زبان جو اصل میں عربی زبان ہے لیکن رومن رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اور نہ کوئی عرب اسکو سمجھہ سکتا ہے۔ اس طرح ہندوستان کی اردو بھی نئے رجحان اور سیاسی تبدیلیوں کے ماتحت ایک نیا روپ اختیار کرے جو قدرتی نوعیت کے لحاظ سے گو دلکش ہو لیکن ہندوستان سے باہر کی رہنے والی اردو دنیا کو اس میں کوئی کشش نظر نہ آئے۔ اسلئے ضرورت ہے کہ اردو کے ہمدرد ہندوستان و پاکستان کے متحدہ سماجی و ثقافتی میلانات کا تہہ دل سے خیر مقدم کریں۔

حضرات! قومی زندگی کی تعمیر میں شاعروں اور ادیبوں کا بہت بڑا حصہ ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر بڑی زبان میں شعر و ادب کے سماجی میلانات نظر آتے ہیں۔ بعض شعرا نے سیاسیات میں بھی حصہ لیا لیکن اس خاردار کی رہ نوردی انہیں راس نہ آئی۔ ان کا دامن الجھا اور انکو خود زندگی کے لالے پڑ گئے۔ دانتے و گوئٹے، ملٹن و سوئن برن اقبال و حسرت سب نے عملی سیاسیات میں حصہ لیا لیکن دنیا کے بڑے بڑے نقادوں کا خیال ہے کہ انہوں نے اس طور سے سوسائٹی کی مفید خدمت نہ کی۔ سیماب، سیرو غلام سرور اور

اقبال کے دیگر بڑے بڑے نقادوں کا خیال ہے کہ سیاسیات میں الجھ کر انھوں نے کوئی مفید اور تعمیری کام نہیں کیا۔ بلکہ صحیح سیاسی جادہ راہ سے بھٹک گئے۔ ہم اس مختصر سی صحبت میں اس مسئلہ کی گہرائی میں جانا نہیں چاہتے لیکن اس حقیقت کو بے نقاب کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس طرح آج سے [illegible] سال قبل دیوان غالب پر مقدمہ لکھتے ہوئے ہم نے ظاہر کیا تھا کہ غالب ایک قومی شاعر تھا اسی طرح آج بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اردو کے بڑے بڑے شعراء ہندوستان اور پاکستان میں موالات اخلاص پیدا کر سکتے ہیں۔ اور انکا سیاسی و معاشی رشتہ استوار کر سکتے ہیں۔ شیکسپیر کے نقادوں کا خیال ہے کہ وہ سیاسی نہ تھا لیکن کسی شاعر و ادیب کو سیاسی اثرات سے بے بہرہ بتانا سوسائٹی کی بھلی اور مفید چیزوں سے محروم سمجھنا ہے۔ اسلئے عہد حاضر کا مغربی نقاد اڈون میو شعر کی سیاسی حیثیت کا معترف ہے ہندوستان کی آزادی کی جنگ میں اردو کے بڑے بڑے شعراء اور ادیبوں کی لازوال کارگذاریاں ہماری تاریخ ادب میں موجود ہیں۔ اردو کی لاتعداد نظموں نے جنگ آزادی میں کام کرنے والوں کے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کیا اور انکو قربانیوں کے لئے تیار کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ حقیقی شاعر اور ذوق سلیم رکھنے والا ادیب ہمیشہ ظرف کے لحاظ سے سوسائٹی میں بڑی اونچی سطح کا انسان ہوتا ہے اور اسلئے عوامی زندگی کا معیار بلند کرنے اور اس کے اندر سماجی خیر و برکت کا احساس پیدا کرنے میں انکا بہت بڑا حصہ ہو سکتا ہے۔ بڑے شاعر اور ادیب نسل فرقہ اور مذہب کی غلط تعبیریں نہیں کرتے۔ نہ ان کے دامن میں پناہ لیکر وہ عصبیت اور تنگ نظری کا شکار ہوتے ہیں ان کے ذہن میں انسانیت کا بلند تصور ہوتا ہے اور وہ دنیا میں امن ترقی اور راحت کے نظارے دیکھنے کے آرزومند ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کا ادبی و شعری موالات مستقبل قریب میں دونوں ملکوں کی معاشی ترقی اور ربط باہم میں بہت اہم طور پر معاون ہوگا۔ آزادی حاصل کئے ہوئے ہمیں چار سال سے زیادہ زمانہ گذر گیا لیکن بین المملکتی معاملات کے سلجھانے میں ہمارے معاشی وسائل کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ ہم ابھی تک پوری قوت کے ساتھ اپنی ذہنی اور صنعتی ترقیوں کی طرف توجہ نہ کر سکے۔ ہمارے وطن ہند اور پاکستان کے ارباب بصیرت نے بہت سے سیاسی و معاشی عقدے حل کرائے۔ بعض جو رہ گئے ہیں امید ہے کہ ہمارے شاعروں کی ولولہ انگیز نظموں اور ہمارے ادیبوں کی سحر انگیز تحریروں سے طے ہو جائینگے۔ دونوں ملکوں میں شاعر کی بلند ظرفی اور ادیب کی وسعت شعری کے امتحان کا دور ہے یہ انکا کام ہے کہ سماج کے اندر اعتدال اور انسانی راحت پیدا کریں یا اس کے اندر وحشیانہ میلانات پیدا کر کے اسکو سیاسیات کی ہلاکت کی کھائی میں گرا دیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہند اور پاکستان کی مملکتیں ہمارے اپنے علمی وفنی، ادبی و ثقافتی وفود بھیجا کرینگی اور انکی ذہنی کارگذاریوں کی بدولت ایک ریاست دوسری ریاست سے قریب تر آتی جائیگی اور دونوں میں ایک پائدار سیاسی و معاشی ربط پیدا ہو جائیگا۔ دونوں ریاستوں کا اسی میں بھلا ہے۔ سیاسی تقسیم کے یہ معنی نہیں کہ سماجی و تہذیبی فرق و منافرت بھی پیدا کی جائے۔ لیکن تقسیم کا یہ ناگزیر نتیجہ بھی ہے۔ اسلئے اگر ایک عظیم الشان ہندوستانی تہذیب کو ہم قائم رکھنا چاہتے ہیں جو پاکستان اور بھارت کو برابر ورثہ میں ملا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ریاستی سرپرستی میں دونوں ملکوں کے ادیبوں شاعروں اور فنکاروں کا کبھی کبھی اجتماع ہوا کرے اور اس طور سے قدیم ہندوستانی اثرات کی یاد تازہ کرتے رہیں۔

سیاسی حیثیت سے دونوں ملکوں کو جو بھی نقصان پہونچا ہے اس کے بیان کا یہ موقع نہیں لیکن ادب و زبان کو تو ناقابل تلافی نقصان ضرور پہونچا۔

انجمن کی نئی کتابیں اور اس کا اشاعتی پروگرام

یہ تو قارئین ہماری زبان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انجمن کے دور جدید کا آغاز ستمبر ۱۹۴۹ع سے ہوتا ہے۔ لیکن ابتدائی چار مہینے صرف اس کے مالی کو درست کرنے اور دفتری نظم کو کسی نہ کسی طرح قابو میں لانے میں صرف ہو گئے۔ کام کا آغاز جنوری سنہ ۱۹۵۰ع سے ہوا۔ اس طرح انجمن کو کام کرتے ہوئے اب ایک سال پانچ ماہ ہوئے۔ اس عرصہ میں انجمن نے جو کام انجام دیا اس کا کچھ اندازہ ہماری زبان سے لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اجمالی طور پر اس کے کام کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ یکم جنوری سے پندرہ روزہ "ہماری زبان" کا اجرا۔

۲۔ جولائی سنہ ۱۹۵۰ع سے "اردو ادب" کی اشاعت۔

۳۔ سنہ ۱۹۵۰ع میں مندرجہ ذیل کتابوں کی اشاعت۔

۱۔ پرچھائیں ...... از سید آصف علی گورنر (اڑیسہ)

۲۔ مشترکہ زبان ...... از مہاتما گاندھی

۳۔ حیات سر سید ...... از مولوی نور الرحمن صاحب

۴۔ یادگار حالی ...... از صالحہ عابد حسین صاحبہ

یہ تھا سنہ ۱۹۵۰ع کا کام ابھی سنہ ۱۹۵۱ع کا آغاز ہے کہ

۱۔ حیات اجمل ...... از قاضی عبد الغفار صاحب جنرل سکریٹری

۲۔ ایک مشرقی کتب خانہ از اعزاز الدین رفعت

تیار ہو کر پریس سے آ چکی ہیں۔

۱۔ مذہب اور دھرم ...... از مہاتما گاندھی

۲۔ تاریخ ترقی پسند ادب ...... از سردار جعفری

۳۔ نفسیات اقوام ...... از معتمد ولی الرحمن

پریس میں ہیں خیال ہے یہ کتابیں دو تین ماہ میں تیار ہو کر آجائیں گی۔

۱۔ ادبی و قومی تذکرے از کشن پرشاد کول

۲۔ کچھ دل کی بات ...... از ابو سالم ایم۔اے

طباعت کے لئے پریس بھیجی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جو کتابیں امسال اشاعتی پروگرام کے لئے منظور ہوئی ہیں۔ ان میں حسب ذیل کتابیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

۱۔ Types of Philosophy ...... ترجمہ ظفر حسین خاں صاحب

۲۔ تیرہ الہامی مذاہب کی اشاعت میں اردو کا حصہ ...... از ڈاکٹر محمد عزیز صاحب

۳۔ اردو ہندی ڈکشنری مرتبہ انجمن ترقی اردو

انجمن کے دستور کے مطابق انجمن کو دیوناگری رسم خط میں بھی کچھ کتابیں شائع کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے انجمن کی لٹریری کمیٹی نے حسب ذیل کتابیں دیوناگری رسم الخط میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کا کام شروع بھی ہو گیا ہے۔

۱۔ مناجات بیوہ ...... از مولانا حالی مرحوم

۲۔ نظیر کی نظموں کا انتخاب

۳۔ مثنوی گلزار نسیم

۴۔ انتخاب فسانۂ آزاد جلد اول

بعض ہندی کی معیاری کتابوں کو اردو رسم الخط میں منتقل کرنے کی بھی تجویز زیر غور ہے۔ سائنسی علوم سے متعلق کتابوں کے تعین کے لئے لٹریری کمیٹی نے ایک سب کمیٹی بھی بنا دی ہے اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ

۲۔ ڈاکٹر عبد العلیم صاحب

۳۔ ڈاکٹر نور الحسن صاحب

یہ کمیٹی بہت جلد اپنی اسکیم تیار کر کے لٹریری کمیٹی کے سامنے پیش کر دے گی۔ جہاں تک انجمن کے کام کا تعلق ہے وہ نہایت خاموشی سے اپنا کام انجام دیئے رہی ہے۔ اب اس کی مطبوعات کی اشاعت کی طرف توجہ دینا اور اس کے کام کو آگے بڑھانا اردو کے خاص ہمدردوں اور زبان کے سرپرستوں کا کام ہے۔

حیات اجمل

مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم کی وہ سوانحعمری جس کا عرصہ سے انتظار تھا اب تیار ہو گئی ہے قاضی عبدالغفار صاحب نے اسے مرتب کیا ہے۔ تقریباً ۶ سو صفحات میں حکیم صاحب کی سیاسی اور اخلاقی زندگی کے ہر پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔ مرحوم ہندوستان کے ان چند بڑے قومی لیڈروں میں سے ایک تھے جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کا نقشہ بنایا تھا اور اپنا سب کچھ اس مقصد پر قربان کر دیا تھا۔ حیات اجمل میں تقریباً ۳۰ سال کی قومی جدوجہد کا پس منظر پیش کیا گیا ہے تاکہ اس زمانہ کے ماحول کی صحیح تصویر میں حکیم صاحب کی عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کیا جاسکے۔

(قیمت مبلغ آٹھ روپیہ)

مہتمم انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ

اپنے دیس کی خبریں

مہنید ضلع غازی پور

قومی کتب خانہ قصبہ مہنید کی سالانہ میٹنگ تاریخ ۲ مئی کو زیر صدارت حافظ فضل کریم صاحب ہوئی۔ جسمیں جنرل سکریٹری عنایت اللہ سہیل نے سال بھر کی کارروائی سے حاضرین کو مطلع کیا۔ سال بھر کا خرچ بتایا گیا اور آمدنی بھی۔ فاضل صدر نے اردو اور کتب خانے کے موضوع پر ایک فصیح و بلیغ تقریر کی۔ جناب غفور خان صاحب نے عوام سے اپیل کی کہ کتب خانے سے زیادہ سے زیادہ منفعت کریں۔ اسکے بعد کتب خانے کا جدید انتخاب ہوا۔ مگر کثرت رائے سے طے پایا کہ پرانا عہدہ ہی رہے۔ یعنی حسب ذیل استاف رہے۔

نگران (صدر) حافظ فضل کریم خان صاحب غفور خان صاحب، جنرل سکریٹری عنایت اللہ سہیل، نائب سکریٹری شمش الدین خان، خزانچی معین الدین خان

کتب خانے میں اسوقت تقریباً سات سو کتابیں ہیں دو روزنامہ اخبار ایک ہفتہ وار جریدہ اور چار عدد رسائل منگوائے جاتے ہیں

بھوپال انجمن تعمیر ادب کا ایک جلسہ ۲۰ مئی ۹ بجے رات کو قیوم شیدا کے مکان پر حسن الزمان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جلسہ میں یہہ تجویز منظور کی گئی کہ انجمن کے صدر عبدالطیف کی عدیم الفرصتی کے پیش نظر انجمن کا نیا آئین منظور ہونے کی عارضی مدت کیلئے ارا کین میں سے صدر منتخب کرایا جائے نیز انجمن کے بڑھتے ہوئے کاموں کو دیکھتے ہوئے سکریٹری نشر و اشاعت کا انتخاب بھی عمل میں لایا جائے لہذا واحد علی بانکے کو صدر اور محفوظ منظر کو سکریٹری نشر و اشاعت چنا گیا اسکے بعد محفوظ منظر سلطان محفوظ علیخان محفوظ قیوم شیدا اور شوکت پرویز وغیرہ نے اپنا اپنا کلام سنایا جلسہ ۱۲ بجے کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

انجمن ترقی اردو (ہند) کا وفد وزیر تعلیم حکومت یوپی کی خدمت میں

۲۲ مئی ۵۱ع کو دن میں دس بجے انجمن ترقی اردو ہند کا ایک وفد آنریبل سمپورنانند جی وزیر تعلیم یوپی سے ان کی کوٹھی پر ملا۔

وفد جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صدر انجمن ترقی اردو ہند مولانا محمد میاں صاحب ناظم جمعیتہ علما (ہند) ڈاکٹر عبدالعلیم قایم مقام جنرل سکریٹری پنڈت کشن پرشاد کول سید مسعود حسن رضوی صاحب پروفیسر آل احمد سرور صاحب مسٹر حیات اللہ انصاری صاحب پر مشتمل تھا۔

وفد نے آنریبل وزیر تعلیم کی خدمت میں ایک میمورینڈم پیش کیا جس میں مرکزی حکومت کی پالیسی۔ حکومت یوپی کے وزیر اعظم کے اعلانات اور یوپی وزیر تعلیم اور سررشتہ تعلیم کے سرکلر اور ہدایات کا حوالہ دیتے ہوئے ظاہر کیا گیا کہ حکومت یوپی کے موجودہ افسر انچارج اسپیشل ڈیوٹی مسٹر ستھانا ایم-اے کی جاری کردہ سرکلر طے شدہ پالیسی- اور اتر پردیش کی حکومت کے سابقہ اعلانات کے سراسر منافی ہے۔

اس وفد نے وزیر تعلیم کی خدمت میں صرف لکھنؤ کی دس ہزار درخواستوں کو پیش کیا جن درخواستوں میں بچوں کے سرپرستوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ان کے بچوں کو اردو میں تعلیم دی جائے۔ کیونکہ ان کی مادری زبان اردو ہے۔

(میمورینڈم کا پورا ترجمہ دوسرے وقت کی اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔)

آنریبل وزیر تعلیم نے وفد کی شکایات کو پوری توجہ کے ساتھ سنا۔ اور اس سے متاثر بھی ہوئے۔ اور بڑی حد تک محکمہ تعلیم کی زیادتیوں کا اعتراف بھی کیا۔ اور وفد کے ارکان کو یقین دلایا کہ ان کے سامنے یہ ساری شکایات ہیں جو وقتاً فوقتاً انہیں جو شکایات موصول ہوتی رہیں گی اس پر برابر توجہ دیتے رہیں گے۔ اور شکایات کو دور فرمانے کی کوشش بھی کریں گے۔

مرکزی انجمن کی خبریں

انجمن کا جلسہ عام اور اسکی تجاویز

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ کی مجلس عام کا ایک جلسہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۵۱ع کو بوقت ۵ بجے شام انجمن کے آفس میں زیر صدارت ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر انجمن ترقی اردو منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں علاوہ صدر محترم کے حسب ذیل حضرات نے شرکت فرمائی۔

علامہ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی صاحب، جناب مولوی رشید احمد صدیقی صاحب، جناب مولوی حبیب الرحمن صاحب، معتمد انجمن ترقی اردو حیدرآباد دکن، پروفیسر آل احمد سرور صاحب، پنڈت کشن پرشاد کول صاحب، ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب، ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب (بحیثیت قائم مقام جنرل سکریٹری)

اور دفتری تجاویز کے علاوہ تین تعزیتی تجاویز پاس کیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱ "انجمن ترقی اردو (ہند) کی مجلس نظما کا یہ جلسہ نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن شروانی صاحب کی وفات پر دلی صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم اردو فارسی اور عربی کے مسلمہ ادیب اور مشرقی تہذیب و اخلاق کا بڑا نادر نمونہ تھے۔ مرحوم کی نصف صدی سے اوپر کی علمی و تہذیبی خدمات فخر و شکر گذاری کے ساتھ یاد رکھی جائیں گی۔

---

۲ "انجمن ترقی اردو (ہند) کی مجلس نظما کا یہ جلسہ سر شنکر لال کی ناگہانی اور ناقابل تلافی وفات پر دلی اندوہ کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم کو اردو شعر و ادب سے بڑی الفت تھی اور اردو شعر و ادب کے خدمت گذاروں کو ان سے بڑی تقویت تھی۔

۔ انجمن مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

۳۔ ''انجمن ترقی اردو (ہند) کی مجلس نظما کا یہہ جلسہ حضرت تاجور نجیب آبادی، حضرت سیماب اکبر آبادی، حضرت صفی لکھنوی، حضرت آرزو لکھنوی، حضرت ناطق لکھنوی، ڈاکٹر تاثیر اور حضرت مولانا حسرت موہانی کی وفات پر دلی تاسف کا اور ان کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

یہہ تینوں تجاویز ممبران انجمن نے کھڑے ہوکر پاس کیں۔

بہار ریاستی اردو کانفرنس

بہار ریاستی اردو کانفرنس، پٹنہ میں، نہایت شاندار طریقہ سے منعقد ہوئی اور پوری کامیابی کے ساتھہ ختم ہو گئی،

اس کانفرنس کی صدارت کے فرائض پروفیسر مولوی رشید احمد صدیقی صاحب انچارج شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڈہ نے انجام دیے خطبہ استقبالیہ آنریبل مسٹر عبدالقیوم صاحب انصاری نے پڑھا اور افتتاح صوبہ بہار کے ہردل عزیز محبوب وزیر آعظم ڈاکٹر شری کرشن سنہا صاحب نے فرمایا۔

خطبہ صدارت کا ضروری اقتباس زیر عنوان ''کچھہ اپنی باتیں'' آپ کے سامنے ہے اس کی تجاویز ملک کے دوسرے اخبارات کے ذریعہ آپ کے سامنے آچکی ہوں گی آنریبل وزیر آعظم صاحب بہار کی افتتاحی تقریر کا خلاصہ حاضر خدمت ہے''

''میں مانتا ہوں کہ اردو زبان ہندستان کی ایک زبان ہے۔ اردو ہندوستانی زبانوں میں ایک خاص جگہ رکھتی ہے۔

اردو صرف مسلمانوں کی زبان نہیں ہے اور نہ تھی اور اس کی ترقی میں ہندوؤں نے بھی نے بھی کافی حصہ لیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہندستان میں بہت سے ہندو ہیں جو اس زبان کو شوق سے پڑھتے ہیں اور اسی زبان کی ترقی میں اپنی جان لگائے ہوئے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی ترقی کے خیال سے اس زبان کو قائم رکھنا ضروری ہے اور مدد دینا ضروری جس کی وجہ سے یہہ زبان پھل اور پھول سکتی ہے اور ہم اس کی مدد کریں گے میں نے شروع میں کہا ہے۔ اردو زبان سے مجھے بائیکاٹ نہیں ہے جہاں تک میرے خیال اور اردو زبان کا تعلق ہے اردو ایک درجہ رکھتی ہے اور بہت سی چیزوں کا ترجمہ اردو زبان میں ہو چکا ہے۔

اردو زبان میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو مایۂ ناز ہیں۔ اگر تنگ نظری کی وجہ سے اس زبان کو ختم کردیا گیا تو ہماری آیندہ نسل ایک قیمتی جواہر سے ہاتھہ دھولے گی اور ہم ان کو نہ بتا سکیں گے کہ ہمارے آباؤ اجداد کے کیا کارنامے تھے۔ میرے اقبال کے ترانے کو سنا ہے وہ کیونکر بھلایا جاسکتا ہے اور کیونکر ختم کیا جاسکتا ہے اسی میں اقبال نے کہا ہے کہ ''مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا'' میرا فرض ہے کہ میں اس زبان کو آگے بڑھانے میں مدد دوں۔

ہندی اور اردو کی ترقی کی رکاوٹ میں صرف یہہ وجہ ہوئی کہ ہندوؤں نے سمجھا کہ ہندی ہندو کی زبان ہے اور اردو مسلمانوں کی۔ مگر حضرات زبان کسی خاص فرقہ کی نہیں بلکہ زبان ہر شخص کی ہے۔

زبان کے ذریعہ انسان اپنے جذبات کو دوسروں کو بتاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ دوسروں کے جذبات کو جان جانے کی کوشش کرتا ہے زبان ہی ایک ایسی چیز ہے کہ آگے بڑھکر وہ دوسروں کو بتا سکتا ہے زبان ایک ایسا ذریعہ

ہے کہ انسان ایک دوسرے کے قریب ہو سکتا ہے۔ مگر جس چیز میں کھینچنے کی طاقت ہے۔ اور یہی طاقت زبان میں رکھی ہے۔ اگر زبان میں اختلاف ہو جائے تو وہ دوسرے سے الگ بھی کر سکتی ہے۔ مذہب کے اندر بھی ایک طاقت ہے کہ وہ ایک دوسرے کو الگ کر کے اپنی طرف کھینچتی ہے اس لئے لوگوں نے کہا کہ زبان ایک ہو جائے تو سب ایک ہو جائیں گے اور کھینچا تانی نہ ہوگی۔

ہندی اور اردو میں کوئی فرق نہیں دیکھتا ہوں کے لوگ آپس میں ایک ہی لہجہ میں بات چیت کرتے ہیں تو پھر یہ کہنا کہ اردو اور ہندی میں کوئی فرق ہے یہ بالکل غلط ہے۔

میں اردو زبان کو اچھی طرح تو نہیں جانتا مگر جب سنتا ہوں تو اس کے اندر مٹھاس معلوم ہوتی ہے مجھے جاننے کا شوق ہوتا ہے ڈکشنری کی مدد سے زبان نہیں بنتی ہے۔ زبان خود بخود بن جاتی ہے۔

ان دوستوں کو جو اردو کانفرنس کرنے آئے ہیں ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔

[illegible] آباد میں بڑی بڑی ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے زبان کو بڑھانے میں کوشش کی۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سب مل کر اردو کو ترقی دیں اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اور ہماری حکومت اس میں مدد کرے گی۔

انجمن کی خبریں

بلتھرا روڈ بلیا ایک غیر طرحی مشاعرہ ۷ مئی سنہ ۱۹۵۱ع کو بوقت ۸ بجے دن زیر صدارت جناب محبوب عالم صاحب سکریٹری اقبال لائبریری بڑا گاؤں ہاشم ٹیلرنگ ہاؤس بلتھرا روڈ میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب آصف عارف، جناب افضال بلیاوی، جناب حمید انور، جناب نذیر بلیاوی، جناب ہاشم حشمت، احمد بلیاوی وغیرہ نے شرکت فرمائی۔

بمبئی آرزو لکھنوی کی وفات پر اظہار غم کرنے کے لئے انجمن ترقی اردو بمبئی کی طرف سے بدھ کے دن شام کے چھ بجے جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ پروفیسر نجیب اشرف ندوی کی مختصر سی صدارتی تقریر کے بعد کامریڈ سردار جعفری مولانا میر محمد خان شہاب اور مولانا ابو محمد مصلح صاحب نے نہایت موثر انداز میں مرحوم کی اردو خدمات کا تذکرہ کیا۔ آخر میں مولوی عبدالحلیم ساحل نے اپنی ایک تعزیتی غزل پڑھ کر سنائی۔ اور جلسہ خراج عقیدت پیش کرتا ہوا ختم ہو گیا۔

"انجمن ترقی اردو بمبئی کا یہ جلسہ اردو کے نامور شاعر اور محسن حضرت آرزو لکھنوی کے انتقال پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے مرحوم ان باکمالوں میں سے تھے جن کی موت ایک عصر کی موت ہوا کرتی ہے۔ وہ ایک کہنہ مشق شاعر اور مستند زبان دان تھے۔ اور فن شاعری کے ماہر تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے اردو ادب میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کا پر ہونا محال نظر آتا ہے"

شہاب الدین دسنوی

سکریٹری انجمن ترقی اردو بمبئی



ہماری زبان

انجمن کا پندرہ روزہ اخبار جس میں ملک میں اُردو زبان کی ترقی کی تحریک اور انجمن اور انجمن کی شاخوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اس اخبار کے اجراء کا مقصد چونکہ صرف انجمن کے مقاصد کی اشاعت ہے اس لئے قیمت برائے نام دو روپیہ سالانہ مقرر کی گئی ہے۔

اُردو ادب

انجمن کے سہ ماہی رسالہ کا نیا سلسلہ جو انجمن کے نئے دور کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ مضامین کا معیار وہی ہے جو تھا اور اسکو اور بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ رسالہ میں لکھنے والے اُردو کے وہ ممتاز ادیب ہیں جن کا مقام علم و ادب کی دنیا میں مسلم ہے۔

چندہ سالانہ دس روپیہ۔
ایک نمبر کی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

۱- **پرچھائیں** آصف علی صاحب گورنر اڑیسہ کے قلم کا ایک ادبی شاہکار۔ فلسفۂ حیات اور اس کے حقائق شاعرانہ تخیل کے پردے میں۔
اعلیٰ قسم کے کاغذ پر، بہترین ٹائپ کی طباعت۔ قیمت چار روپیہ

۲- **مشترکہ زبان** "راشٹر بھاشا" کے سوال پر جو کچھ مہاتما گاندھی نے کہا اور لکھا، وہ سب ان اوراق میں جمع کرکے پیش کیا گیا ہے۔
ٹائپ کی اعلیٰ طباعت مرتبہ انجمن ترقی اُردو۔ قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

۳- **یادگارِ حالی** بیگم صالحہ عابد حسین کی مرتب کی ہوئی سوانح عمری جس میں حالی کی سیرت اور ان کی شاعری کے بہت دلچسپ پہلو واضح کئے گئے ہیں۔
قیمت چار روپیہ چار آنے

۴- **حیاتِ سرسید** مرتبہ مولوی نور الرحمٰن صاحب۔ سرسید کی زندگی پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ۔ قیمت تین روپیہ آٹھ آنے۔

عنقریب شائع ہونے والی کتابیں

حیاتِ اجمل - حکیم اجمل خاں مرحوم کی سوانح حیات جسے قاضی عبدالغفار نے مرتب کیا ہے۔

مذہب اور دھرم - انسان کی مذہبی اور اخلاقی زندگی کے متعلق مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا ایک صحیح خاکہ اُن ہی کے الفاظ میں

ایک مشرقی کتب خانہ - ترجمہ از مبارز الدین رفعت صاحب

اسلامی فنِ تعمیر

نفسیاتِ افواہ - معتضد ولی الرحمٰن صاحب

کچھ زر کی بابت - ابو سالم صاحب ایم۔ اے

فلاسفی پر ہالنگ کی کتاب کا ترجمہ - از خان بہادر ظفر حسین خاں صاحب

مضامین پنڈت کشن پرشاد کول صاحب

باہتمام عزیز حسین عزیز منیجر مسلم یونیورسٹی پریس میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اُردو (ہند) علی گڈھ سے شائع کیا۔